سلطان زمین پر

اللہ

کا سایہ ہے

(تحقیق: محمد سعید عمران)

حدیث نمبر ا:

أنا عبد الله بن صالح، حدثني معاوية بن صالح، عن أبي الزاهرية، عن كثير بن مرة، قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "**إن السلطان ظل الله في الأرض، يأوي إليه كل مظلوم من عباده، فإذا عدل كان له الأجر وعلى الرعية الشكر، وإذا جار كان عليه الإصر وعلى الرعية الصبر**"

(الأموال لإبن زنجية ۱/ ۷۷ ح ۳۲)

کثیر بن مرۃ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

سلطان تو زمین پر اللہ کا سایہ ہے، اللہ کے مظلوم بندوں میں سے سب ہی اس کے پاس پناہ لیتے ہیں، تو جب وہ عدل کرے تو اس کے لئے اجر ہے اور اس کی رعایا کے لئے شکر ہے ہے، اور اگر وہ ناشکرا ہے تو (رعایا کو) اسی پر اصرار کرنا چاہیئے اور صبر کرنا چاہیئے۔

اس کی سند مرسل ہے، کثیر بن مرۃ تابعی ہیں اور بلا واسطہ نبی ﷺ کے حوالے سے روایت کررہے ہیں۔ کثیر بن مرۃ ان تابعین میں سے نہیں جن کی مرسل روایت قبول ہوتی ہے، اس لئے یہ روایت قابل قبول نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر نے بھی اسے مرسل قرار دیا ہے (الاصابہ ۴/ ۴۳۶)

حدیث نمبر ۲:

البتہ کثیر بن مرۃ سے بحوالہ عبداللہ بن عمر بھی یہ روایت موجود ہے:

حدثنا ابن قتيبة، حدثنا محمد بن علي بن عم رواد، حدثنا بشر بن بكير، حدثنا سعيد بن سنان، عن أبي الزاهرية عن كثير بن مرة، عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: **إن السلطان ظل الله في الأرض يأوي إليه كل مظلوم من عباده فإن عدل كان له الأجر وعلى الرعية الشكر، وإذا جار كان عليه الإصر وعلى الرعية الصبر، وإذا جارت الولاة قحطت السماء، وإذا منعت الزكاة هلكت المواشي، وإذا ظهر الزنا ظهرت الفتن والمسكنة، وإذا أخفرت الذمة أديل الكفار.**

(الكامل إبن عدي ٤/ ٤٠٢)

کثیر بن مرۃ، عبداللہ بن عمر کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

سلطان تو زمین پر اللہ کا سایہ ہے، اللہ کے مظلوم بندوں میں سے سب ہی اس کے پاس پناہ لیتے ہیں، تو جب وہ عدل کرے تو اس کے لئے اجر ہے اور اس کی رعایا کے لئے شکر ہے ہے، اور اگر وہ ناشکرا (نا انصاف) ہے تو (رعایا کو) اسی پر اصرار کرنا چاہیئے اور صبر کرنا چاہیئے۔ اور جب وہ نا انصافی کرتا ہے تو آسمان سے بارش رک جاتی ہے، اور جب وہ زکوٰۃ (صدقات) سے منع کرتا ہے تو مویشی ہلاک ہو جاتے ہیں، اور جب (اس کی سلطنت میں) زنا عام ہو جائے تو فتنے اور غربت عام کو جاتی ہے ، اور اگر وہ بدعہدی کرتا ہے تو کفار حاوی ہو جاتے ہیں۔

اس روایت کی سند میں سعید بن سنان راوی ہے۔

اس کی تضعیف یحیی بن معین اور ابن حنبل نے کی ہے، بخاری ، مسلم اور نسائی نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے، ابو اسحاق الجوزجانی اور دارقطنی نے اس پر وضع کی تہمت لگائی ہے، ابو زرعہ رازی، ابو حاتم رازی اور یعقوب بن سفیان نے اسے ضعیف الحدیث کہا ہے۔ ابن حبان نے کہا کہ منکر الحدیث ہے ، اس کی منفرد خبر سے حجت لینا عجیب ہے، ابن عدی نے کہا کہ جو عام یہ روایت کرتا ہے اور خاص طور پر جو ابو زاہریہ سے کرتا ہے وہ غیر محفوظ ہیں، اور اگر میں کہوں کے جو اس نے ابو زاہریہ سے روایت کی ہیں کسی اور نے انہیں جائز نہیں قرار دیا ، اور یہ اہل شام کے صالح لوگوں میں سے تھا ، سوائے اس کے کہ اس کی روایات میں جو کچھ تھا۔ ذہبی نے کہا کہ اس سے بہت سی احادیث ہیں اور یہ شخص واضح طور پر ضعیف ہے۔ایک اور جگہ کہا کہ معروف ہے۔ ایک اور جگہ کہا کہ زاہد ضعیف الحدیث ہے۔ ایک اور جگہ کہا کہ متروک متہم ہے، متہم ساقط ہے۔

ابن حجر نے کہا کہ آٹھویں طبقہ کا متروک راوی ہے۔

ابن حجر نے ایک اور جگہ کہا کہ ضعیف ہے۔

علامہ البانی نے اسے موضوع کہا ہے (جامع الصغیر وزیادتہ رقم ۷۰۹۶)

حدیث نمبر ۳:

حضرت ابو بکرہ کے حوالے سے بھی ایسی ہی روایت موجود ہے:

حدثنا المقدمي، ثنا سلم بن سعيد الخولاني، ثنا حميد بن مهران، عن سعد بن أوس، عن زياد بن كسيب، عن أبي بكرة، قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "**السلطان ظل الله في الأرض، فمن أكرمه أكرم الله، ومن أهانه أهانه الله**"

(السنة لإبن أبي عاصم ٢/ ٤٩٢ح١٠٢٤)

زیاد بن کسیب حضرت ابو بکرہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

سلطان تو زمین پر اللہ کا سایہ ہے، جس نے اس کی تکریم کی تو اللہ اس کی تکریم کرتا ہے، اور جس نے اس کی اہانت کی تو اللہ اس کی اہانت کرتا ہے۔

اس کی سند میں زیاد بن کسیب ہے جس کی توثیق ابن حبان کے علاوہ کسی نے نہیں کی، یہی وجہ ہے کہ ذہبی نے کہا کہ اس کی توثیق کی گئی ہے اور ابن حجر نے کہا کہ یہ مقبول ہے، یہ الفاظ ذہبی اور ابن حجر ان راویوں کے بارے میں استعمال کرتے ہیں جن کی توثیق ابن حبان کے علاوہ موجود نہ ہو۔ چونکہ ابن حبان اپنے منہج کی بنیاد پر توثیق میں متساہل ہیں اوراس راوی کی توثیق متاخرین نے بھی نہیں کی اس لئے یہ مجہول الحال ہے۔

مزید برآں اس کی سند میں سعد بن اوس ہے جسے یحییٰ بن معین نے ضعیف کہا ہے اور ابن شاہین نے اس تذکرہ ضعفاء ، البتہ ابن حبان نے اس کی توثیق کی ہے، جبکہ حافظ ابن حجر نے کہا کہ یہ صدوق ہے اس سے غلطیاں ہوئی ہیں۔ اس بنیاد پر اس راوی کی حدیث بھی حجت نہیں ہے۔

علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے (جامع الصغیر وزیادتہ رقم ۷۰۹۳)

حدیث نمبر ۶:

امام بیہقی نے اپنی سنن الکبریٰ میں ایک روایت حضرت انس بن مالک کے حوالے سے بیان کی ہے:

أخبرنا أبو محمد السكري، أنبأ إسماعيل الصفار، ثنا عباس بن عبد الله الترقفي، ثنا سعيد بن عبد الله الدمشقي، ثنا الربيع بن صبيح، عن أنس بن مالك، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " **إذا مررت ببلدة ليس فيها سلطان فلا تدخلها، إنما السلطان ظل الله في الأرض، ورمحه في الأرض**

(سنن الكبرى البيهقي ٨/ ٢٨١ح١٦٦٥٠)

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

جب تم کسی ایسے وطن کی طرف جاؤ جہاں پر کوئی سلطان نہیں ہے تو وہاں داخل مت ہو، بے شک سلطان زمین پر اللہ کا سایہ اور اور اس کا نیزہ ہے۔

اس کی سند میں سعید بن عبداللہ الدمشقی ہے جو کہ دراصل سعید بن دینار ہے، عقیلی نے کہا کہ نہ ہی اس کی حدیث کی متابعت کی گئی ہے اور نہ ہی یہ نقل میں معروف ہے اگرچہ ابن حبان نے اس کا ذکر الثقات میں کیا ہے لیکن ذہبی نے کہا کہ مجہول ہے اور اس کی حدیث منکر ہے۔

ہیثمی نے کہا کہ ضعیف ہے اور اس کی توثیق بھی کی گئی ہے۔چونکہ ابن حبان کے منہج کے تساہل کی وجہ سے ان کی منفرد توثیق قابل قبول نہیں اس لئے یہ راوی بھی حجت نہیں۔

علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے (الجامع الصغیر وزیادتہ رقم ۱۷۰۹، و ۷۰۹۲)

حدیث نمبر ۵:

عقیلی نے اپنی ضعفاء میں حضرت انس کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے:

حدثناه محمد بن إسماعيل قال: حدثنا داود بن المحبر بن قحذم قال: نبأنا عقبة بن عبد الله العنزي، عن قتادة، عن أنس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "**السلطان ظل الله في الأرض فمن نصحهم ودعا لهم اهتدى، ومن غشهم ودعا عليهم ضل**"

(ضعفاء العقيلي ٣/ ٣٥٣)

قتادہ حضرت انس کے حوالے سے نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

سلطان زمین پر اللہ کا سایہ ہے تو جن لوگوں کو وہ نصیحت کرے اور ان کو اپنی دعوت دے تو وہ ہدایت پر ہیں اور جن سے وہ علیحدگی اور دوری اختیار کرے تو وہ گمراہ ہیں۔

اس کی سند میں داود بن المحبر ہے جسے علی بن مدینی اور ابو حاتم نے ذاہب الحدیث کہا ہے ، بخاری نے اسے منکر الحدیث اور ابو زرعہ رازی نے ضعیف الحدیث کہا ہے، نسائی نے کہا کہ ضعیف ہے۔

صالح جزرہ نے کہا کہ ضعیف صاحب مناکیر ہے۔ ایک اورجگہ کہا کہ جھوٹ بولتا تھا اور حدیث میں اس کی تضعیف کی گئی ہے ۔ابن حبان نے کہا کہ یہ ثقات کے حوالے سے حدیث وضع کرتا تھا اور مجہول لوگوں سے مقلوبات بیان کرتا تھا۔ابن عدی نے کہا کہ اس سے ایک کتاب ہے جس میں عقل کے فضائل ہے اور اس میں تمام خبریں مسند ہے ، یہ تمام خبریں اور اس کی دوسری عام خبریں غیر محفوظ ہیں، داود بن صالح سے کتاب العقل کے علاوہ صالح روایات ہیں ، اور یہ اسی طرح ہی کا

لگتا ہے جیسا کہ یحییٰ بن معین نے کہا کہ غلطی کرتا ہے اور کثیر تصحیف کرتا ہے اور اصل میں یہ صدوق ہے جیسا کہ انہوں نے ذکر کیا ہے۔دارقطنی نے کہا کہ وضع کرنے والا بصری ہے، یہ بغداد میں تھا متروک ہے۔ ایک اور جگہ کہا کہ متروک ہے حدیث وضع کرتا ہے۔ ایک اور جگہ چند راویوں کے ساتھ اس کا ذکر کیا اور کہا کہ متروک ہیں ان سے حجت کا کوئی جواز نہیں، چاہے ان سے اختلاف نہ بھی ہو۔ ذہبی نے کہا کہ واہی ہے۔ ایک اور جگہ کہا کہ صاحب عقل ہے، متروکین میں سے ایک ہے، ہلاک ہونے والا ہے۔ ایک اور جگہ کہا کہ یہ صاحب کتاب عقل تھا کاش اس نے کوئی تصنیف نہ کی ہوتی۔ ابن حجر نے کہا کہ نویں طبقہ کا متروک راوی ہے ، اس کی کتاب العقل میں اکثر روایتیں موضوع ہیں۔ ایک اور جگہ کہا کہ متروک ہے ، متہم ہے ، ایک اور جگہ کہا کہ کذب اورسرقہ کی تہمت ہے، ایک اور جگہ کہا کہ کذاب ہے، ایک اور جگہ کہا کہ وضع کے لئے معروف ہے ، ایک اور جگہ کہا کہ ضعیف ہے۔

مزید برآں اس کہ سند میں عقبہ بن عبداللہ العنزی ہے جس کے بارے میں عقیلی نے کہا کہ مجہول بالنقل ہے، اور اس کی حدیث منکر و غیر محفوظ ہے، اور اس (ایک حدیث) کے علاوہ معروف نہیں ہے اور نہ ہی اس کی متابعت کی گئی ہے ضعیف حدیث کے علاوہ۔

علامہ البانی نے اسے ضعیف کہا ہے (جامع الصغیر وزیادتہ رقم ۱۷۰۹۴(

امام دارقطنی سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا :

وسئل عن حديث قتادة، عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم: السلطان ظل الله في الأرض.

فقال: يرويه أبو هلال الراسبي، وعقبة الأصم، عن قتادة، عن أنس، عن النبي صلى الله عليه وسلم.

وخالفه هشام؛ رواه عن قتادة، عن كعب، قوله وهو أصح

(العلل الدارقطني ١٢/ ١٣٨ح٢٥٣٢)

آپ نے یہ کہا کہ یہ ابو ہلال الراسبی اور عقبہ الاصم نے قتادہ کے حوالے سے عن انس عن نبی ﷺ روایت کی ہے، اورر ہشام نے اس کی مخالفت کی ہے اور یہ عن قتادہ عن کعب روایت کی ہے جو کہ اصح ہے۔

یعنی امام دارقطنی کے نزدیک حضرت انس کی روایت اصح نہیں بلکہ کعب بن ماتع الحمیری کا قول ہے۔

کعب بن ماتع الحمیری کی روایت امام بیہقی نے شعب الایمان میں ذکر کی ہے:

أخبرنا علي بن أحمد بن عبدان، أخبرنا أحمد بن عبيد، حدثنا معاذ بن المثنى، حدثنا عبد الله بن مسلمة، حدثنا الأشعث بن براز الهجيمي، عن قتادة، عن أبي شيخ الهنائي، عن كعب الحبر وقد سئل عن الحجر الأسود؟ فقال: حجر من أحجار الجنة، وسئل عن السلطان؟ فقال: ظل الله في الأرض، فمن ناصحه فقد اهتدى، ومن غشه فقد ضل.

(شعب الايمان ٩/ ٤٨١ح٧٢٩١)

ابو شیخ الجنائی بیان کرتے ہیں کہ کعب الاحبار سے حجر اسود کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ جنت کے پتھروں میں سے ایک پتھر ہے۔ اور ان سے سلطان کے بارے میں سوال

ہوا تو انہوں نے کہا کہ وہ زمین پر اللہ کا سایہ ہے، تو جس نے اس کی نصیحت پکڑی وہ ہدایت پر ہے اور جس نے اس سے علیحدگی اختیار کی تو وہ گمراہ ہو گیا۔

عبدالرحمان بن ابی حاتم نے اسی طرح کی ایک روایت کے بارے میں اپنے والد سے سوال کیا :

وسألت أبي عن حديث رواه خالد ابن خداش، عن أبي عون بن أبي ركبة - وقال خالد مرة: عون بن أبي ركبة -، عن غيلان بن جرير، عن أنس؛ قال: قال رسول الله (ص) : السلطان ظل الله في الأرض؟

قال أبي: هذا حديث منكر، وابن أبي ركبة مجهول .

(العلل إبن أبي حاتم ٦/ ٥٣٨ح٢٧٣٥)

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا کہ حدیث جو کہ خالد بن خداش نے عون بن ابی رکبہ کے حوالے سے روایت کی اور ایک دفعہ خالد نے کہا کہ عون بن ابی رکبہ عن غیلان بن جریر عن انس نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ سلطان زمین پر اللہ کا سایہ ہے؟

تو میرے والد نے کہا : یہ حدیث منکر ہے اور ابن ابی رکبہ مجھول ہے۔

اسی طرح ابن ابی حاتم نے ایک روایت کے بارے میں ابو زرعہ رازی کا موقف بیان کہا :

وسمعت أبا زرعة وسئل عن حديث رواه محمد بن عمران بن أبي ليلى ، عن سليمان بن رجاء، عن عبد العزيز بن مسلم، عن أبي نصيرة العبدي، عن أبي رجاء العطاردي، عن أبي بكر الصديق، عن النبي (ص) قال: الوالي العادل المتواضع ظل الله ورمحه في أرضه، فمن نصحه

في نفسه وفي عباد الله؛ حشره الله في وفده يوم لا ظل إلا ظله، ومن غشه في نفسه وفي عباد الله خذله الله يوم القيامة، ويرفع للوالي العادل المتواضع في كل يوم وليلة عمل ستين صديقا، كلهم عابد مجتهد في نفسه؟

قال أبو زرعة: هذا حديث منكر، لا يعرف سليمان بن رجاء هذا، ولا يعرف له أصل من حديث عبد العزيز بن مسلم، ولا نعلم عبدالعزيز بن مسلم روى عن أبي نصيرة العبدي شيئا.

(العلل إبن إبي حاتم ٦/ ٥٩٠ح٢٧٨٨)

ابن ابی حاتم نے ابو زرعہ رازی کو کہتے سنا کہ جب انہون نے ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا کہ جو کہ محمد بن عمران بن ابی لیلی نے ابو رجاء العطاردی نے بحوالہ ابو بکر الصدیق نبی ﷺ سے روایت کی کہ : عادل و متواضع والی زمین پر اللہ کا سایہ اور اس کا نیزہ ہے اور جو کوئی بھی اپنے آپ کو اس کی نصیحت پر لے آتا ہے اور اللہ کے بندوں کو بھی تو اللہ اس کا انجام اس کے وفد کے ساتھ کرے گا جب اس (حکمران کے) سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا، اور جس نے اپنے آپ کو اور اللہ کے لوگوں کو اس (حکمران سے) دھوکہ پر ڈالا تو اللہ یوم قیامت ان کو ذلیل کردے گا، اور عادل متواضع والی کے اعمال ہر دن اور رات کو ساٹھ صدیقین کے اعمال کی طرح رفع ہوتے ہیں جو کہ تمام عابد اور مجتہد ہوتے ہیں۔

ابو زرعہ نے کہا : یہ حدیث منکر ہے، سلیمان بن رجاء اس حدیث کے علاوہ نہیں جانا جاتا اور نہ ہی عبدالعزیز بن مسلم کی حدیثوں میں اس حدیث کی اصل معروف ہےاور عبدالعزیز بن مسلم کی ابو نصیر العبدی کے حوالے سے روایت بھی معلوم نہیں۔

مختلف علماء کا موقف :

ابن القیسرانی نے اس متن کی روایت کو اپنی موضوعات میں ذکر کیا ہے (تذکرة الموضوعات ص ۱۸۲)

امام غزالی نے اسے احیائے علوم دین میں ابن عمر کے حوالے سے ذکر کر کے کہا کہ اس کی سند ضعیف ہے (احیاء علوم الدین ۴/ ۹۹)

امام سخاوی نے ان تمام احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے

امام سخاوی نے حضرت انس والی تمام احادیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور کہا کہ اس باب میں عمر،ابن عمر، ابو بکر ، ابو ہریرہ اور ابو بکرہ سے روایات ہیں جوکہ میں نے اپنے جزء "رفع الشکوك في مفاخر الملوك" میں بیان کی ہیں۔ (المقاصد الحسنہ ص ۱۸۱ح ۲۰۷)

امام شوکانی نے اسے موضوع روایات پر اپنی تالیف میں ذکر کیا ہے (الفوائد المجموعہ ص ۲۱۰ح ۹)

جبکہ علامہ ابن تیمیہ نے اسے صحیح کہا ہے (فتاوی ابن تیمیہ ۵/ ۱۲۳)

یہ علامہ ابن تیمیہ کا تسامح ہے کیونکہ اس متن کی کوئی حدیث اسلاف کے نزدیک صحیح نہیں۔

مندرجہ بالا روایات کی تمام اسناد میں ضعف ہے جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایسی کوئی روایت کہ " سلطان زمین پر اللہ کا سایہ ہے" ، قابل حجت نہیں ہے۔

رجال

داود بن المحبر

عباس دوری نے بیان کیا کہ جب اس کا ذکر ہوا تو انہوں نے اس کی اچھے الفاظ میں تعریف کی اور کہا کہ یہ حدیث میں معروف ہی رہا اور اس کی حدیث لکھی جاتی رہی پھر ترک کردی گئی کیونکہ یہ معتزلہ کے ساتھ ہو گیا تھا اور یہ ثقہ ہے۔

ایک اور جگہ کہا کہ یہ کذاب نہیں ہے میں نے اس کے والد محبر سے لکھا ہے، داود ثقہ تھا، لیکن اس نے حدیث سے جفا کی اور یہ بغداد کے صوفیوں میں بیٹھنا شروع ہو گیا اور خوص کا عمل کرنا شروع ہو گیا پھر یہ اس کے بعد بغداد آیا تو بوڑھا ہو چکا تھا، اصحاب الحدیث اس کے پاس آتے تھے تو یہ ان سے حدیث بیان کرتا تھا اور کثیر خطاء اور تصیحف کرتا تھا، اس کے سواء یہ ثقہ تھا۔

فضل بن سہل الاعرج نے یحیٰ بن معین سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس کا کوئی بخت نہیں۔

حسین بن فہم نے کہا کہ تین گھروں والے یحیی بن معین کے نزدیک نہایت شر والے ہیں۔ محبر بن قذم اور اس کی اولاد، علی بن عاصم اور اس کی اولاد، اور آل ابی اویس، یہ تمام یحیی بن معین کے نزدیک سخت ضعیف تھے۔

علی بن المدینی نے کہا کہ اس کی حدیث چلی گئی تھی ۔

عبداللہ بن احمد نے اپنے والد سے اس کے بارے میں پوچھا تو وہ ہنس دیئے اور انھوں نے کہا یہ تو کسی شے کی طرح نہیں ہے اور نہ ہی اس کی حدیث کو میں جانتا ہوں کہ یہ کیا ہے۔

بخاری نے کہا کہ منکر الحدیث ہے۔

جوزجانی نے کہا کہ یہ ہر ایک سے راویت کر لیتا تھا اور اس کا امر مضطرب ہے۔

ابو زرعہ رازی نے کہا کہ ضعیف الحدیث ہے۔

ابو حاتم رازی نے کہا کہ ذاہب الحدیث ہے، غیر ثقہ ہے۔

ابو داؤد نے کہا کہ ثقہ ہے اس میں ضعف کا شبہ ہے ، میرے پاس یحییٰ کا کلام پہنچا ہے کہ انھوں نے اس کی توثیق کی ہے۔

نسائی نے کہا کہ ضعیف ہے۔

صالح جزرہ نے کہا کہ ضعیف صاحب مناکیر ہے۔ ایک اورجگہ کہا کہ جھوٹ بولتا تھا اور حدیث میں اس کی تضعیف کی گئی ہے ۔

ابن حبان نے کہا کہ یہ ثقات کے حوالے سے حدیث وضع کرتا تھا اور مجہول لوگوں سے مقلوبات بیان کرتا تھا۔

ابن عدی نے کہا کہ اس سے ایک کتاب ہے جس میں عقل کے فضائل ہے اور اس میں تمام خبریں مسند ہے ، یہ تمام خبریں اور اس کی دوسری عام خبریں غیر محفوظ ہیں، داود بن صالح سے کتاب العقل کے علاوہ صالح روایات ہیں ، اور یہ اسی طرح ہی کا لگتا ہے جیسا کہ یحیٰ بن معین نے کہا کہ غلطی کرتا ہے اور کثیر تصحیف کرتا ہے اور اصل میں یہ صدوق ہے جیسا کہ انہوں نے ذکر کیا ہے۔

بزار نے کہا کہ حافظ نہیں ہے۔

دارقطنی نے کہا کہ وضع کرنے والا بصری ہے، یہ بغداد میں تھا متروک ہے۔ ایک اور جگہ کہا کہ متروک ہے حدیث وضع کرتا ہے۔ ایک اور جگہ چند راویوں کے ساتھ اس کا ذکر کیا اور کہا کہ متروک ہیں ان سے حجت کا کوئی جواز نہیں، چاہے ان سے اختلاف نہ بھی ہو۔

ذہبی نے کہا کہ واہی ہے۔ ایک اور جگہ کہا کہ صاحب عقل ہے، متروکین میں سے ایک ہے، ہلاک ہونے والا ہے۔ ایک اور جگہ کہا کہ یہ صاحب کتاب عقل تھا کاش اس نے کوئی تصنیف نہ کی ہوتی۔

ابن حجر نے کہا کہ نویں طبقہ کا متروک راوی ہے ، اس کی کتاب العقل میں اکثر روایتیں موضوع ہیں۔

ایک اور جگہ کہا کہ متروک ہے ، متہم ہے ، ایک اور جگہ کہا کہ کذب اورسرقہ کی تہمت ہے، ایک اور جگہ کہا کہ کذاب ہے، ایک اور جگہ کہا کہ وضع کے لئے معروف ہے ، ایک اور جگہ کہا کہ ضعیف ہے۔

اس کی وفات ۲۰۶ ھ میں ہوئی۔

تاریخ یحییٰ بن معین بروایت الدوری ۲/ ۱۵۴، علل احمد ۱/ ح۷۶۶، تاریخ الکبیر ۳/ ۲۴۴ح۸۳۷، تاریخ الصغیر ۲/ ۲۹۱، ۳۰۹، ضعفاء الصغیر ص ۴۵ح۱۱۰، احوال الرجال ص ۱۹۸ح۳۶۴، ابو زرعہ را زی ص ۵۰۹، ۶۱۵، سؤالات الآجری ۱/ ۳۵۶ح۶۲۷، المعرفہ والتاریخ ۲/ ۸۰۴،ضعفاء العقیلی ۲/ ۳۵ح۴۵۸، الجرح والتعدیل ۳/ ح۱۹۳۱، المجروحین ۱/ ۳۵۶ح۳۲۳، الکامل ابن عدی ۳/ ۵۷۰ح۶۳۵، کشف الاستار ح ۳۱۳۴، ضعفاء دارقطنی ص۲۰۲ ح۲۰۸، سنن دارقطنی ۱/ ۱۶۳، ۱۶۴، ، ثقات ابن شاہین ص ۸۲ح۳۴۶، المدخل ص ۱۳۵ ح۵۴، ضعفاء ابو نعیم ص ۷۸ح۶۱، اخبار اصبہان ۱/ ۱۶۵، تاریخ بغداد ۹/ ۳۲۶ح۴۱۲، تہذیب الکمال ۸/ ۳۴۳ح۱۷۸۴، میزان الاعتدال ۳/ ۳۳ھ۲۶۴۹(اردو ۳/ ۵۳ح۲۶۴۹)، المغنی ۱/ ۳۳۵ح۲۰۲۴، دیوان الضعفاء ص ۱۲۷ح۱۳۳۸، الکاشف ۱/ ۳۸۲ح۱۴۶۰، تذہیب التہذیب ۳/ ۱۷۰ح۱۸۱۰، شرح علل الترمذی ۲/ ۷۸۴ ، تہذیب التہذیب ۲/ ۳۶۵ح۲۱۴۰، تقریب التہذیب ۲/ ۶۸ح۱۸۲۰، فتح الباری ۹/ ۵۹۵، تلخیص الحبیر ۱/ ۳۳۱، ۵۰۵، ۴/ ۲۷۰، مطالب العالیہ ۳/ ۴۵۲، الکافی الشافی ۱/ ۲۸۴، مختصر زوائد

البزار ۲/ ۳۲۳ح۱۶، النکت ۱/ ۴۸۵، تبین العجب ص ۶۷، مختصر زوائد البزار ۲۸/ ۱۸۰، مطالب العالیہ ۱۳/ ۵۴۷۔

<u>زیاد بن کسیب</u>

ابن حبان نے اس کا ذکر الثقات میں کیا ہے۔

ذہبی نے کہا کہ اس کی توثیق کی گئی ہے۔

ابن حجر نے کہا کہ تیسرے طبقہ کا مقبول راوی ہے۔

تاریخ الکبیر ۳/ ۳۶۶ح۱۲۴۵، الجرح والتعدیل ۳/ ۵۴۳ح۲۴۵۰،الثقات ۴/ ۲۵۹ ، تہذیب الکمال ۹/ ۵۰۴ح۲۰۶۴، الکاشف ۱/ ۴۱۲ح۱۷۰۴، تذہیب التہذیب ۳/ ۳۲۵ح۲۰۹۳، تہذیب التہذیب ۲/ ۵۲۳ح۲۴۵۶، تقریب التہذیب ۲/ ۱۵۱ح۲۱۰۷، تحریر تقریب التہذیب ۱/ ۴۲۸ح۲۰۹۵۔

<u>سعد بن اوس</u>

اسحاق بن منصور نے یحیی بن معین کے حوالے سے کہا کہ ضعیف ہے۔

ابن حبان نے اس کا ذکر الثقات میں کیا ہے۔

ابن شاہین نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے۔

ابن حجر نے کہا کہ پانچویں طبقہ کا صدوق ہے اس سے غلطیاں ہیں۔

تاریخ یحیی بن معین بروایت الدوری ۲/ ۱۹۰، تاریخ الکبیر ۴/ ۵۳ح۱۹۳۲، الجرح والتعدیل ۴/ ۸۰ح۳۴۵، الثقات ۶/ ۳۷۷، ضعفاء ابن شاہین ص ۹۸ح۲۴۰، تہذیب الکمال ۱۰/ ۲۵۱ح۲۲۰۳، میزان الاعتدال ۳/ ۱۷۷ح۳۱۰۸ (اردو ۳/ ۱۷۷ح۳۱۰۸) ، المغنی ۱/ ۳۹۴ح۲۳۳۶، الکاشف ۱/ ۴۲۸ح۱۸۲۲، تذہیب التہذیب ۳/ ۳۹۶ح۲۲۲۸، تہذیب التہذیب ۲/ ۵۹۸ح۲۶۳۰، تقریب التہذیب ۲/ ۲۰۱ح۲۲۴۴، تحریر تقریب التہذیب ۲/ ۱۵ح۲۲۳۱۔

سعید بن سنان

ابن ابی خیثمہ نے اپنی سند سے صدقہ بن خالد کا قول بیان کیا کہ مجھ سے ابو مہدی سعید بن سنان مؤذن اہل حمص نے حدیث بیان کیا اور وہ ثقہ تھا ، جس سے راضی رہا جائے۔

عباس دوری نے یحییٰ بن معین کے حوالے سے کہا کہ ثقہ نہیں ہے۔

عبداللہ بن احمد الدورقی نے یحییٰ بن معین کے حوالے سے کہا کہ ثقہ نہیں ہے۔

دارمی نے علی بن المدینی سے اس کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ میں اسے نہیں جانتا۔

احمد بن ابی یحییٰ نے ابن حنبل کا قول نقل کیا کہ یہ ضعیف ہے۔

مروذی نے ابن حنبل کو قون بیان کیا کہ یہ کوئی شے نہیں۔

جوزجانی کہتے ہیں کہ مجھے خوف ہے کہ اس کی احادیث موضوع ہیں، اس کی احادیث لوگوں کی احادیث کے مشابہہ نہیں ہیں، ابو الیمان نے اس کے فضل اور عبادت کی وجہ سے تعریف کی ہے۔ہم اس سے بارش کی دعا کرواتے تھے ، اور ہم جب اس کی حدیث دیکھتے تھے تو وہ معضل ہوتی تھی، میں نے ابو الیمان کو اس بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا کہ ابن معین نے تو اس سے کچھ بھی نہیں لکھا ہے ۔ پھر جب ہم عراق گئے اور ابن معین سے اس بات کا ذکر کیا اور کہا کہ آپ کو اس کی حدیث لکھنے سے کس چیز نے منع کیا ؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ احادیث کون لکھے گا؟ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ میں یہ احادیث لکھوں؟ انہوں نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ میں نے اس سے بہت ہی کم اشیاء اعتبار کے علاوہ نہیں لکھیں، اور یہ بھی اعتبار کے قابل نہیں، یہ بواطیل ہیں۔

دحیم نے کہا کہ یہ کوئی شے نہیں ہے، بشر بن نمیر کا حال اس سے بہتر ہے۔

بخاری نے کہا کہ منکر الحدیث ہے۔

مسلم نے کہاکہ منکر الحدیث ہے۔

ابو زرعہ رازی نے اسے ضعفاء میں ذکر کیا ہے۔

ایک اور جگہ ابو زرعہ رازی نے کہا کہ ضعیف ہے۔

ابو حاتم رازی نے کہا کہ ضعیف الحدیث ہے۔

یعقوب بن سفیان نے کہا کہ ضعیف الحدیث ہے۔

نسائی نے کہا کہ منکر الحدیث ہے۔

ابن حبان نے کہا کہ منکر الحدیث ہے ، اس کی منفرد خبر سے حجت لینا عجیب ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں کہ جو عام یہ روایت کرتا ہے اور خاص طور پر جو ابو زاہریہ سے کرتا ہے وہ غیر محفوظ ہیں، اور اگر میں کہوں کے جو اس نے ابو زاہریہ سے روایت کی ہیں کسی اور نے انہیں جائز نہیں قرار دیا ، اور یہ اہل شام کے صالح لوگوں میں سے تھا ، سوائے اس کے کہ اس کی روایات میں جو کچھ تھا۔

دارقطنی نے اس کا ذکرضعفاء میں کیا ہے۔

علل میں دارقطنی نے کہا کہ اس پر وضع حدیث کی تہمت ہے۔

ذہبی نے کہا کہ اس سے بہت سی احادیث ہیں اور یہ شخص واضح طور پر ضعیف ہے۔ایک اور جگہ کہا کہ معروف ہے۔ ایک اور جگہ کہا کہ زاہد ضعیف الحدیث ہے۔ ایک اور جگہ کہا کہ متروک متہم ہے، متہم ساقط ہے۔

ابن حجر نے کہا کہ آٹھویں طبقہ کا متروک راوی ہے۔

ابن حجر نے ایک اور جگہ کہا کہ ضعیف ہے۔

اس کی وفات ۱۶۸ ھ میں ہوئی۔

تاریخ یحییٰ بن معین بروایت الدوری ۲/ ۲۰۱، تاریخ دارمی ص ۱۱۸ح ۳۶۶، سؤالات المروذی ص ۱۱۶ح ۲۷۶، تاریخ الکبیر ۳/ ۴۷۷ح ۱۵۹۸، تاریخ الصغیر ۲/ ۱۷۴، ۱۸۶، ضعفاء البخاری ص ۵۲ح ۱۳۵، احوال الرجال ص ۱۶۸ح ۳۰۱، الکنیٰ لمسلم ص ۸۲۹ح ۳۳۴۹، ابو زرعہ الرازی ص ۶۲۰، المعرفہ والتاریخ ۲/ ۱۴۹، تاریخ ابو زرعہ دمشقی ص ۲۷۲، ۸۰۳، ضعفاء النسائی ص ۱۸۹ح ۲۶۸، ضعفاء العقیلی ۲/ ۱۰۷ح ۵۷۸ ، الجرح والتعدیل ۴/ ۲۸ح ۱۱۴، المجروحین ۱/ ۴۰۴ح ۳۹۲ ، الکامل ابن عدی ۴/ ۳۹۹ح ۸۰۱، ضعفاء دارقطنی ص ۲۳۶ح ۲۷۰، علل دارقطنی ۲/ ۲۹۵، سؤالات السلمی ص ۱۶۲ح ۷۳، ضعفاء ابی نعیم ص ۸۶ ح ۷۹، تہذیب الکمال ۱۰/ ۴۹۵ح ۲۲۹۵، میزان الاعتدال ۳/ ۲۱۰ح ۳۲۱۱(اردو ۳/ ۲۱۰ح ۳۲۱۱)، المغنی ۱/ ۴۰۶ح ۲۴۱۱، دیوان الضعفاء ص ۱۶۰ح ۱۶۱۹، الکاشف ۱/ ۴۳۸ح ۱۹۰۵، تذہیب التہذیب ۴/ ۱۲ح ۲۳۲۶، تہذیب التہذیب ۲/ ۶۵۵ح ۲۷۴۶، تقریب التہذیب ۲/ ۲۳۲ح ۲۳۴۶، اتحاف المہرۃ ۸/ ۶۲۸ح ۱۰۱۰۰، تحریر تقریب التہذیب ۲/ ۳۳ح ۲۳۳۳، نثل النبال ۲/ ۷۹ح ۱۴۰۸ ۔

<u>سعید بن عبداللہ بن دینار الدمشقی</u>

عقیلی نے کہا کہ نہ ہی اس کی حدیث کی متابعت کی گئی ہے اور نہ ہی یہ نقل میں معروف ہے۔

ابن حبان نے اس کا ذکر الثقات میں کیا ہے۔

ذہبی نے کہا کہ مجہول ہے اور اس کی حدیث منکر ہے۔

ہیثمی نے کہا کہ ضعیف ہے۔ اس کی توثیق بھی کی گئی ہے۔

ضعفاء العقیلی ۲/ ۳۰۱ح۵۶۸، الجرح والتعدیل ۴/ ۱۸ح۷۲، الثقات ۶/ ۳۴۰، میزان الاعتدال ۳/ ۱۹۷ح۳۱۶۷ (اردو ۳/ ۹۷ح۳۱۶۷) ، دیوان الضعفاء ص ۱۵۷ح۱۵۹۵، المغنی ا/ ۴۰۰ح۲۳۷۷ ، مجمع الزوائد ۱۰/ ۱۴۲۱، لسان المیزان ۴/ ۴۶ح۳۴۱۳ ، سلسلہ احادیث ضعیفہ ۴/ ۴۵۴، ۶/ ۹، ۱۱/ ۵۱۔

<u>عقبہ بن عبداللہ العنزی</u>

عقیلی نے کہا کہ مجہول بالنقل ہے، اور اس کی حدیث منکر و غیر محفوظ ہے، اور اس (ایک حدیث) کے علاوہ معروف نہیں ہے اور نہ ہی اس کی متابعت کی گئی ہے ضعیف حدیث کے علاوہ۔

ضعفاء العقیلی ۳/ ۳۵۳ح۱۳۸۶، میزان الاعتدال ۵/ ۱۰۷ح۵۶۹۴ (اردو ۵/ ۱۲۸ح۵۶۹۴) ، لسان المیزان ۵/ ۴۵۵ح۵۲۵۰۔